مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی

شاہ عبد القادرؒ کے ترجمہ قرآن کی خصوصیات

اللہ تعالیٰ نے برصغیر کے ممتاز عالم باعمل شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ پر جو انعامات و اکرامات فرمائے ہیں ان میں سے بڑا کرم ولطف قرآن فہمی اور علوم قرآنیہ کی اشاعت ہے خداوند قدوس نے حضرت شاہ صاحب کو اس ملک میں سب سے پہلے فارسی زبان میں ترجمۃ القرآن کرنے اور اس کو شائع کرنے کی سعادت بخشی پھر یہ دولت آپ کے صاحبزادوں پر نچھاور کردی چنانچہ آپ کے سب صاحبزادوں نے ترجمہ کی سعادت حاصل کی ان میں سے مشہور ترین ترجمہ حضرت شاہ عبد القادر نور اللہ مرقدہٗ کا ہے۔ اس کی قبولیت اور جامعیت کے لیے اس قدر کافی ہے کہ آج تک برصغیر میں اسی ترجمہ کو استناد کا درجہ حاصل رہا ہے۔ جلیل القدر مفسرین کرام نے اسی کو مشعل راہ بنایا ہے احقر نے اس ترجمہ جلیل کو جب بھی دیکھا کتاب اللہ کے معارف سے لبریز پایا۔ اس مختصر سے مضمون میں چند خصوصیات کو طلبائے علوم قرآنیہ کے لیے پیش کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں۔

حضرت شاہ صاحب کے ترجمہ قرآن کی خصوصیات تو بہت زیادہ ہیں مگر خلاصہ کے طور پر ان کو تیس خصوصیات میں منحصر کیا ہے۔

۱۔ لغت سے معانی کا استخراج برمناسب محل ومقام

۲۔ تفریعات سے معانی کا ربط اور تعین۔

۳۔ ترجمہ میں بنیادی عقائد کا ملحوظ رکھنا۔

لغت سے معانی کے استخراج کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

الف: ارشاد قرآنی ہے: وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا (سورہ اسراء ع۲۶) اس کا ترجمہ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا، اور مت اڑا بکھیر کر۔ اسراف اور تبذیر میں فرق کو ظاہر کیا گیا ہے، اور ساتھ تبذیر کے معنی میں لغت کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا۔ تبذیر بذر سے مشتق ہے بذر کا معنی بیج ہے جب کسی چیز کا بیج پورے احتیاط سے قابلِ زراعت زمین میں بویا جائے تو وہ اگتا ہے اس سے فائدہ مطلوبہ حاصل ہو جاتا ہے اور اگر بیج کو بونے کا ارادہ ہی نہ ہو بلکہ اس کو یونہی بکھیر دیا جائے تو اس سے فائدہ مطلوبہ حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ مبذرین جہاں خرچ کرنے کی جگہ ہو وہاں تو خرچ نہیں کرتے اور جہاں خرچ کرنے سے روک دیا گیا ہے وہاں خرچ کرنا فخر سمجھتے ہیں۔ جیساکہ سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۶۸ انفاق سبیل اللہ کے ذکر میں ارشاد فرمایا: اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ۔ یعنی جب فی سبیل اللہ دینے کا موقع ہوتا ہے تو شیطان ڈراتا ہے۔ مال کم ہو جائے گا لیکن وہی شیطان بے حیائی کے کاموں پر بے دریغ خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے۔

(ب) ارشاد قرآنی ہے: وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ (سورۃ المومن نمبر۵) اس کا ترجمہ شاہ صاحب نے فرمایا اور ارادہ کیا ہر امت نے اپنے رسول پر حرف با کا متداول معنی تو، ہی ہے۔ مگر قاعدہ عربیہ حروف الجر یقیم بعضہا مقام بعض کے لحاظ سے یہاں حرف با کا معنی عَلٰی کا فرمایا تاکہ امت دعوت کی نافرمانی اور حد سے زیادہ سرکشی واضح ہو جائے اسی سورۃ کی آیت ع۱۸ میں فرمایا: اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ اس کا ترجمہ شاہ صاحب نے یوں فرمایا: آج بدلہ پاوے گا ہر جی جیسا کمایا۔ اس آیت میں شاہ صاحب نے ما کو موصولہ نہیں بلکہ ما کو موصوفہ بناکر با کو عوض کے معنی میں فرمادیا۔ جیساکہ ہمارا عقیدہ ہے۔ جزاء عین عمل ہے۔ اگر یوں فرماتے اس کا بدلہ پاوے گا جو کمایا تو اس میں گہرائی اور جامعیت نہ ہوگی۔

اسی کے ضمن میں حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز نے اس امر کا التزام فرمایا ہے کہ ایک ہی کلمہ جو متعدد آیات میں آیا ہے اس کا معنی محل اور موقع کے لحاظ سے فرمایا ہے۔ مثلاً:

قرآن حکیم میں اَلصّٰبِرِيْنَ کا کلمہ کئی آیات میں آیا ہے سورہ بقرہ ع۱۵۵ میں ابتلاء کے ذکر میں آیا شاہ صاحب نے یہاں ترجمہ ثابت رہنے والوں کو فرمایا کہ پریشانیوں سے گھبرائے نہیں جزع فزع

نہیں کی بلکہ اپنے یقین اور اعتماد علی اللہ پر ثابت رہے اور اسی کلمہ وَالصَّابِرِیْنَ کا جو کہ سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آیت ع۳۱ میں فرمایا۔ ترجمہ اور ٹھہرنے والے فرمایا۔ کہ یہ لوگ میدانِ کارزار میں ٹھہر گئے۔ الفرار من الزحف سے محفوظ رہے۔ علی ہذا القیاس قرآن حکیم میں لزکوٰۃ کا کلمہ کئی جگہ آیا ہے مگر ہر جگہ الگ الگ معانی مراد سے ترجمہ فرمایا۔ اکثر مقامات پر زکوٰۃ ہی ترجمہ فرمایا جو کہ ارکانِ اسلام میں سے متبادر عبادت مالی ہے۔ مگر آیت ع۳۹ سورۃ الروم میں لفظ زکوٰۃ کا معنی پاک دل فرمایا کیونکہ جو انفاق فی سبیل اللہ ان مشروط اور قواعد کے ساتھ ہو جن سے اخلاص اور للہیت پیدا ہوتی ہے۔ وہی تو اجر و ثواب میں کئی گنا بڑھے گا۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ آیت ع۲۶۵ میں ارشاد فرمایا:

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ اور زکوٰۃ کا مفہوم تقریباً ایک ہی ہے۔ اسی طرح روح کا کلمہ قرآن مجید میں کئی آیات میں آیا ہے۔ مگر ہر آیت کے سیاق و سباق کے لحاظ سے معانی علیحدہ علیحدہ ہیں ارشاد فرمایا: قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ۔ سورۂ اسراء ع۸۵ میں ترجمہ فرمایا تو کہہ روح ہے، میرے رب کے حکم سے اور سورۃ المومن آیت ع۱۵ میں فرمایا: يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ حضرت شاہ صاحب نے ترجمہ فرمایا: اتارتا ہے بھید کی بات اپنے حکم سے۔ اس آیت میں آپ نے لفظ روح کا ترجمہ بھید کی بات کر کے نہایت لطافت اور قرآنی بلاغت کو ظاہر فرمایا: روح اور وحی میں کئی وجوہ سے مناسبت ہے۔ یہاں بھید سے مراد وحی ہے۔ اور سورۃ الشوریٰ کی آیت ع۵۲ میں فرمایا: وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔ اس کا ترجمہ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے، اس آیت میں آپ نے لفظ روح کا ترجمہ فرشتہ فرمایا کہ پہلے وحی کے متعلق ارشاد چلا آرہا ہے اسی سلسلہ میں مزید ایک مثال عرض کی جاتی ہے۔ رکوع کا کلمہ قرآن حکیم میں کئی آیات میں ارشاد فرمایا۔ مگر اکثر جگہ تو آپ نے اس کا ترجمہ وہی متبادر ترجمہ فرمایا جو ارکانِ نماز میں سے ایک رکن ہے سورۂ بقرہ کی آیت ع۴۳ میں فرمایا وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ۔ اس کا ترجمہ فرمایا: اور جھکو ساتھ جھکنے والوں کے۔ مگر اسی کلمہ کا ترجمہ سورۃ المائدہ آیت ع۵۵ میں فرمایا۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ۔ اس کا ترجمہ حضرت شاہ صاحب

نے یوں فرمایا : اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ یعنی زکوٰۃ دیتے وقت ان میں غرور نہیں آتا۔ بڑھائی نہیں آتی بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے عاجزی کرتے ہیں۔ کیونکہ استکبار، غرور یہ تو مکذبین کی علامت ہے اس لیے مکذبین کی ایک علامت یہ بھی فرمائی : واذا قیل لھم ارکعوا لا یرکعون (المرسلت ع۲۸) اس کا ترجمہ فرمایا : اور جب کہیے ان کو جھکو تو نہیں جھکتے قرآن عزیز میں ایسی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔ چند پر اکتفا کیا گیا۔

دوسری خصوصیت تفریعات سے معانی کا ربط اور تعین ہے اس میں حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے کامل احتیاط اور قواعد تفسیر کو پوری طرح ملحوظ فرمایا : چند مثالیں درج ذیل ہیں :

۱. سورۃ المائدہ (آیت ع۶) بنی اسرائیل کے ایک گروہ کی دنیاوی سزا کو ذکر فرمایا : مَنۡ لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَغَضِبَ عَلَیۡہِ وَجَعَلَ مِنۡہُمُ الۡقِرَدَۃَ وَالۡخَنَازِیۡرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوۡتَ ۔ اس آیت میں عَبَدَ الطَّاغُوۡتَ ۔ کا ترجمہ حضرت شاہ صاحب نے پوجنے لگے شیطان کو۔ فرمایا۔ اگر آپ اس کا ترجمہ یوں فرماتے کہ جیسے کہ اکثر مترجمین نے کیا ہے کہ پوجنے والے شیطان کے۔ تو اس میں کافی الجھن پیدا ہو جاتی اور اس اشکال کو حل کرنے کی ضرورت رہتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بت پرست بنایا۔ پوجنے لگے۔ ترجمہ فرمانے سے اب مسئلہ حل ہو گیا کہ وہ اپنے اعمال بد کی سزا میں اس قدر بدبخت ہو گئے کہ شرک کی دلدل میں پھنس گئے۔

۲. سورہ ابراہیم آیت ع۱۳ میں نافرمان قوموں کا قول یوں ارشاد فرمایا : اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ فِیۡ مِلَّتِنَا اس کا ترجمہ حضرت شاہ صاحب نے یوں فرمایا۔ یا پھر آؤ ہمارے دین میں۔ عَوۡد کا متبادر اور متداول معنیٰ یہ ہے کہ جہاں سے گیا وہاں ہی لوٹ آئے تو اگر اس آیت کا ترجمہ یوں فرماتے : پھر لوٹ آؤ۔ تو یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید انبیاء علیہم السلام اعطاء نبوت اور رسالت سے قبل ملت کفر کے پیروکار تھے۔ حالانکہ ہر نبی علیہ السلام اعطاء نبوت بھی شرک کفر بلکہ سے محفوظ ہوتا ہے۔ اسی طرح سورۃ العنکبوت آیت ع۲۶ میں فرمایا : فَاٰمَنَ لَہٗ لُوۡطٌ جس کا ترجمہ جناب شاہ صاحب نے فرمایا۔ پھر مانا اس کو لوط نے، حالانکہ لفظ ایمان کا متداول معنیٰ اصطلاحی طور پر خصوصاً دعوت کے سلسلے میں ایمان لانا نبی کی نبوت پر اور خداوند قدوس کی وحدانیت پر لیا گیا ہے اگر اس آیت کا معنیٰ یوں کہا جاتا ہے۔ ایمان لایا لوط علیہ السلام تو وہی مذکورہ بالا اشکال پیدا ہو سکتا تھا۔

۳. سورہ اسراء آیت ۱۶ میں فرمایا: وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ۔ الآیہ۔ یہ آیت ان آیات میں سے ہے جن میں علماء تفسیر نے کافی غور و خوض کیا اور اس کا حل تلاش کرنے کی سعی کی کہ آیت کا مفہوم بھی صحیح متعین ہو جائے اور عقائد کے لحاظ سے کوئی خامی بھی باقی نہ رہے۔ (راقم نے بھی) اس جگہ کو سمجھنے کی بڑی کوشش کی۔ مگر یہاں بھی اپنی جہالت ہی نے گل کھلائے۔ مگر ناامید نہ ہوا اور بار بار اسی کی زیارت کرتا رہا۔ آخر عقدہ حل ہو گیا۔ (الحمدللہ) حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز نے اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے "حکم بھیجا اس کے عیش کرنے والوں کو، پھر انھوں نے بے حکمی کی اس میں۔" اس ترجمہ میں حضرت شاہ صاحب اعلی اللہ مقامہ نے "حکم بھیجا، اور بے حکمی کی" فرما کر سارا مسئلہ حل فرما دیا یعنی ان عیش والوں کو حکم بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے عیش چھوڑنے اور اپنی اطاعت کا مگر انہوں نے بے حکمی اس حکم کو قبول نہ کیا اور عیش پرستی میں محو رہے آخر عذاب کا شکار ہو گئے۔ اب اس ترجمہ سے جو بالکل سیاق و سباق کے لحاظ سے صحیح ہے تکوینی اور تشریعی بحثوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فاسقوں کو کیوں حکم بھیجا عیاشی کا ——— اسی طرح حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز تمام آیات کو باحسن وجوہ حل فرمایا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

تیسری بڑی خصوصیت حضرت کے ترجمہ کی یہ ہے کہ وہ عقائد کو پورا پورا ملحوظ رکھتے ہیں جیسا کہ

۱. سورۃ النساء آیت ۱۱۳ میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا۔ اس کا ترجمہ حضرت شاہ صاحب نے یہ فرمایا: "اور تجھ کو سکھایا جو تو نہ جان سکتا" ——— حالانکہ اکثر مترجمین حضرات نے یوں ترجمہ فرمایا: "جو تو نہ جانتا تھا"۔ یہ دوسرا ترجمہ نہ تو مقام نبوت کے مطابق ہے اور نہ ہی علوم نبوت کی ترجمانی کرتا ہے، کیونکہ نفس علم تو سب انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا، یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون بقرہ وغیرہ سورتوں میں انعامات خداوندی کا یوں ہی ذکر فرمایا۔ مگر جناب شاہ صاحب نے "نہ جان سکتا" ترجمہ فرما کر علوم نبوت کی ترجمانی فرما دی (جزاہم اللہ احسن الجزاء) کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر رسالت اور نبوت عطا نہ ہوتی اور آپ کسبی طور پر دنیا بھر کے علوم بھی حاصل کر لیتے تو ان علوم کے ذریعہ سے یا اپنی

محنت اور کاوش سے ان علوم کا ایک ذرہ بھی حاصل نہ ہوسکتا تھا جو وحی کی وساطت سے آپ کو عطا ہوئے۔ چنانچہ ساتھ ہی ارشاد فرمایا: وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ علیک عظیما؛ یہ فضل عظیم علومِ نبوت اور علومِ رسالت کا اعطاء ہے۔

٢۔ اسی طرح سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رفیع کو بیان کرتے ہوئے سورہ احزاب ع٥ میں فرمایا۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئ علیمًا۔ حضرت شاہ صاحب نے خاتم النبیین کا ترجمہ یوں فرمایا: اور مہر سب نبیوں پر۔ اس ترجمہ میں پر کا کلمہ فرما کر ختم نبوت کا مطلب بالکل واضح فرما دیا۔ یعنی جو دروازہ ارسال رسالت اور عطا نبوت کا کھلا ہوا تھا۔ اس پر اب مہر لگادی گئی ہے۔ اب وہ توڑا نہیں جاسکے گا۔

اور صرف آپ ہی کو کیوں خاتم النبیین بنایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مرضی ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے جسے نبی بنانا تھا بنا دیا جس کو خاتم النبیین بنانا تھا بنا دیا۔ صلی اللہ علیہم وسلم۔

طلباء ترجمۃ القرآن اگر ان خطوط پر قرآنِ مجید کا ترجمہ سمجھنے کی کوشش کریں گے تو اس کے لیے حضرت شاہ عبدالقادر قدس سرہٗ کا ترجمہ سب سے بہتر رہنما ثابت ہوگا۔

والعلم عند اللّٰہ